سورج کو چراغ دکھانے کی ناکام کوشش!

تحریر : حافظ محمد بلال ، اصلاح میڈیا

محدث فورم پر ایک گمنام شخص نے "دفاع حدیث" کا جھوٹا لیبل لگا کر ایک دشمن صحابہ، نیم رافضی، فرقہ واریت کے علمبردار اور دوغلی پالیسی والے محمد علی مرزا جہلمی کا دفاع کرنے اور اپنی جہالتیں استاذ محترم شیخ حافظ ابو یحیی نورپوری حفظہ اللہ کے ذمے لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس گمنام معترض کا کوئی تعارف نہیں کہ یہ کون ہے اور اس کا منہج و مسلک کیا ہے؟

موصوف اسی فورم پر اپنے غیر اہل حدیث ہونے کا تو اقرار کر ہی چکے ہیں، کم از کم ان کا نیم رافضی ہونا تو ان کی تحریر سے بھی عیاں ہے۔

مجھول معترض سے گزارش ہے کہ کھل کر اپنا مسلک بیان کردیں۔ چوری چھپے الزام تراشی کرنا کوئی علمی انداز نہیں۔ ایسا کام وہی کرتا ہے جس کو اپنی چوری پکڑے جانے کا ڈر ہو یا جس کی اپنی دال کالی ہو۔

اگرچہ ایسے مجھول شخص کی جہالتوں کی طرف التفات ہی نہیں کرنا چاہیے، لیکن چونکہ ایک اوپن فورم پر یہ جہالتیں آویزاں ہیں، اس لیے خطرہ تھا کہ بعض کم علم لوگ ان جہالتوں کی وجہ سے پریشان نہ ہو جائیں۔

تو چلیے ان اعتراضات کا جائزہ لینا شروع کرتے ہیں؛

شہدائے کربلا کی تعداد 72؟

استاذ محترم حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ کی طرف سے مرزا محمد علی انجینئر صاحب کو بار بار یہ یاد دلایا گیا کہ وہ اپنے پمفلٹ کے سرورق پر شہدائے کربلا کی تعداد 72 ہونے کے دعوے دار ہیں اور اسی سرورق پر صحیح

الاسناد روایات کو لینے اور ضعیف الاسناد روایات کو ترک کرنے پر زور بھی دیتے ہیں، لیکن وہ 72 کی تعداد بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت کرنے سے قاصر ہیں، یہ دوغلی پالیسی کیوں؟

مجھول معترض نے مرزا صاحب کے دفاع میں شہداء کربلا کے حوالے سے لکھا:

"ہم صحیح حدیث پیش کرتے ہیں جس میں پورے 72 تو نہیں مگر تقریبا 72 ضرور ہیں"۔

معترض صاحب نے مقتل الحسین بن علی نامی کتاب سے سکین پیش کیا۔

اولا: مقتل الحسین بن علی رضی اللہ عنھما نامی ایک کتاب ابو مخنف رافضی کذاب کی ہے، اگر یہ کوئی اور کتاب ہے تو معترض صاحب قارئین کو اس کا تعارف کروا دیں۔

ثانیا: اس کی کوئی صحیح سند پیش فرما دیں۔ اگر کوئی سند پیش کی گئی تو تفصیلات پھر عرض کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

ثالثا: پیش کردہ روایت میں الفاظ ہیں: "لقریب من مئۃ رجل" یعنی سو کے قریب افراد تھے، اس سے "72 تو نہیں مگر تقریبا 72 ضرور ہیں" اخذ کرنا کس اصول کے تحت ہے؟

رابعا: "لقریب من مئۃ رجل" (تقریبا 100) کے الفاظ 72 شہدائے کربلا کے دعوے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ کیونکہ روایت تقریبا 100 کہتی ہے، مرزا صاحب اور معترض صاحب کا دعوی تقریبا 72 کا کیوں ہے؟

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور فضائل معاویہ:

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کوئی فضیلت ثابت نہیں، استاذ محترم حافظ ابو یحیٰی نورپوری حفظہ اللہ نے فرمایا کہ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے یہ قول ثابت نہیں۔ مجھول معترض صاحب نے یہ جھوٹا گمان کر لیا کہ شاید اس حوالے سے جو سند تاریخ دمشق لابن عساکر میں ہے، وہ ان کے علم میں نہیں، حالانکہ کئی سال پہلے شیخ محترم اس بات کی تصریح کر چکے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ کی ذکر کردہ سند مع متن یہ ہے:

كتب إلي أبو نصر بن القشيري أنا أبو بكر البيهقي أنا أبو عبد الله الحافظ قال سمعت أبا العباس الأصم يقول سمعت أبي يقول سمعت إسحاق بن إبراهيم الحنظلي يقول لا يصح عن النبي صلى الله عليه وسلم في فضل معاوية بن أبي سفيان شئ -

مجھول معترض نے امام اسحاق رحمہ اللہ سے منسوب اس قول کے بارے لکھا :

"مگر یہ قول صحیح سند سے ثابت ہے"۔

عرض ہے کہ اس کی سند میں ابوالعباس الاصم کے والد یعقوب بن یوسف کی توثیق ثابت نہیں توسند کیسے صحیح ہو گئی ہے ؟

مجھول معترض نے دُور کی ایک کتاب (اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ : 388/1) سے اس قول کی سند (قال) الحاکم سمعت أبا العباس محمد بن یعقوب بن یوسف یقول سمعت أبی یقول سمعت إسحاق بن إبراہیم الحنظلی یقول : لایصح فی فضل معاویۃ حدیث) پیش کر کہا :

"ہم امید کرتے ہیں کہ ابویحیی نورپوری حفظہ اللہ کو اس سند کا علم نہیں ہوگا"۔

حالانکہ شیخ حافظ ابویحیی نورپوری حفظہ اللہ نے (السنۃ شمارہ نمبر 49 تا 54، ص : 144، نومبر 2012 تا اپریل 2013ء) میں اس قول کے دو حوالے دیے ہیں ایک تاریخ دمشق لابن عساکر اور دوسرا سیراعلام النبلاء للذھبی سے جس سے بالکل واضح ہے کہ وہ اس کی سند سے واقف تھے۔ پھر مجھول معترض نے 2018 میں کون سی نئی سند دریافت کرلی ہے جو شیخ محترم حفظہ اللہ کے علم میں نہیں تھی ؟

جو سند علامہ سیوطی نے پیش کی ہے ان سے صدیوں پہلے حافظ ابن عساکر اور حافظ ذہبی نے اپنی کتب میں پیش کر رکھی ہے اور اس پر شیخ محترم ضعیف کا حکم بھی لگا چکے ہیں۔

نیم روافض کی خیانت :

مرزا محمد علی انجینیئر اور گمنام معترض صاحبان نے خیانت کرتے ہوئے اس غیر ثابت قول کے بعد حافظ ابن عساکر کے کیے گئے تبصرے کو ہڑپ کرلیا۔ اس غیر ثابت قول کے بعد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ

عنہما کے فضلیت میں تین صحیح ترین روایت پیش کر کے امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نفی قطعا درست نہیں، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ثابت ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ مذکورہ غیر ثابت کے متصل بعد فرماتے ہیں :

وأصح ما روي في فضل معاوية حديث أبي حمزة عن ابن عباس أنه كاتب النبي صلى الله عليه وسلم فقد أخرجه مسـلم في صـحيحه وبعده حديث العرباض اللهم علمه الكتاب وبعده حديث ابن أبي عميرة اللهم اجعله هاديا مهديا (تاريخ دمشق لابن عساكر : 59/ 106)

ہم امید کرتے ہیں کہ مجہول معترض دوبارہ ایسی خیانت کبھی نہیں کریں گے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حق پرستی کا انکار :

شیخ محترم حافظ ابو یحیٰی نورپوری حفظہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اس بات کا بھی ذکر کیا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا :

ما رأيت أحدا بعد عثمان أقضى بحق من صاحب هذا الباب يعني معاوية -

"میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔"(تاریخ دمشق لابن عساکر : 161/59)

مجہول معترض لکھتے ہیں :

اس میں ایک راوی بکر بن سھل ضعیف ہے، اس کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے۔"

عرض ہے کہ شیخ ابو یحیی نورپوری حفظہ اللہ جنوری 2010 میں شائع ہونے والے ماہنامہ السنۃ، شمارہ : 15، ص : 31، 32، 33 میں بڑی وضاحت سے بتا چکے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ سے یہ جرح ثابت ہی نہیں، اس کے برعکس بکر بن سہل جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

معترض صاحب سے درخواست ہے کہ انہیں دوسروں پر کم علمی کے جھوٹے الزامات لگانے کا شوق ہے تو وہ امام نسائی رحمہ اللہ سے یہ جرح ثابت کریں۔

شائقین اس لنک پر ماہنامہ السنۃ کا متعلقہ شمارہ ملاحظہ کر سکتے ہیں : ماہنامہ السنۃ نمبر 15، ڈاؤن لوڈ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگ جمل پر افسوس!

مرزا جہلمی صاحب کا دعوی ہے کہ ان کا دل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس لیے صاف ہے کہ وہ جنگ جمل پر افسوس کیا کرتی تھیں، لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ اپنی رائے پر قائم رہے، اس لیے ان کے بارے میں دل مکمل صاف نہیں ہوسکتا۔

اپنی دلیل کے طور پر انہوں نے یہ روایت پیش کی؛

حدثنا أبو أسامة، قال: حدثنا إسماعيل عن قيس قال: قالت عائشة لما حضرتها الوفاة : ادفنوني مع أزواج النبي عليه السلام فإني كنت أحدثت بعده حدثا(مصنف ابن ابی شیبة، ح : 37772)

شیخ محترم نے فرمایا کہ اس کی سند میں اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

مرزا صاحب کے نزدیک بھی مدلس کی عدم سماع والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

مجھول معترض نے لکھا :

"اسماعیل بن ابی خالد بخاری اور مسلم کے راوی ہیں اور بخاری اور مسلم میں ان کی روایات "عنعنہ" کے ساتھ موجود ہیں۔

عرض ہے کہ بخاری و مسلم میں مدلس کا عنعنہ سماع و متابعات پر محمول ہوتا ہے جس کا محمد علی مرزا صاحب کو بھی اعتراف ہے، لیکن بخاری و مسلم کے علاوہ مدلس کی روایت اس وقت تک درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک سماع کی صراحت نہ ملے۔ اس بات کا بھی مرزا صاحب انکار نہیں کر سکتے، اگر یقین نہ آئے تو ان کا ویڈیو بیان بنام " ضعیف الاسناد احادیث کا فتنہ " سن لیں۔ بلکہ انہوں نے مدلس کی عدم سماع والی روایت کے رد پر محدثین کے اجماع کی بات کر رکھی ہے دیکھیں مرزا صاحب کا بیان (شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ ایک حق گو عالم دین)۔۔۔

اگر مجھول معترض صاحب طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی عدم سماع والی روایات کی حجیت کے قائل ہیں تو انہیں چاہیے کہ جن کا وہ دفاع کر رہے ہیں ان (مرزا جہلمی صاحب) سے سوال کریں کہ آپ نے سفیان

ثوری(امام المدلسین بقول مرزا صاحب) حسن بصری اور سفیان بن عیینہ رحمھم اللہ جن کو حافظ ابن حجر نے دوسرے طبقے میں رکھا ہے، کی روایات کو کیوں رد کیا ہے؟

اگر مرزا صاحب طبقۂ ثانیہ کے مدلسین کی روایات کو مردود کہتے ہیں تو ان کے وکیل صفائی صاحب کسی اور کا رد کرنے سے پہلے اپنے موکل سے معاملات طے کریں۔

❀ مجہول معترض صاحب کا جھوٹ اور مغالطہ بازی :

مجہول معترض اسماعیل بن ابی خالد کے بارے لکھتے ہیں :

"شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی اس کو دوسرے درجے کا مدلس نقل کیا ہے"

تاثر یہ دینے کی کوشش کی گئی کہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ بھی اسے دوسرے طبقے کا مدلس سمجھتے تھے، حالانکہ یہ جھوٹ ہے جو بڑی مغالطہ بازی پر مبنی ہے، کیونکہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے جب اس کا طبقۂ ثانیہ سے ہونا نقل کیا تو ان کا رد کرتے ہوئے حاشیے میں اسماعیل بن ابی خالد کو تیسرے طبقے کا مدلس لکھا ہے۔ دیکھیے (الفتح المبین، ص : 52)

اس کے باوجود کہنا کہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اسے دوسرے طبقے کا مدلس نقل کیا ہے، جھوٹ بولنے کے لیے مغالطہ بازی کے سوا کچھ نہیں۔

❀ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر تلبیہ سے روکنے کا الزام!

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم الأودي قال : حدثنا خالد بن مخلد قال : حدثنا علي بن صالح عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير قال : كنت مع ابن عباس بعرفات فقال : «ما لي لا أسمع الناس يلبون؟» قلت : يخافون من معاوية فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال : «لبيك اللهم لبيك، لبيك فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي- (سنن النسائی : 3006)

شیخ محترم نے فرمایا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے تلبیہ سے روکنے والی یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ خالد بن مخلد قطوانی اگرچہ حسن الحدیث ہیں، لیکن ان پر امام مفضل غلابی نے جرح مفسر کی تھی کہ ان کی مدنی اساتذہ کے علاوہ دیگر اساتذہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (شرح علل الترمذی لابن رجب : 775/2)

لیکن مجہول معترض صاحب نے خلط مبحث سے کام لے کر اس راوی کی توثیق کے اقوال نقل کرنے شروع کر دیے حالانکہ اقوال توثیق تو تب پیش کیے جائیں جب خالد کو مطلق طور پر ضعیف کہا گیا ہو۔ خالد کے صدوق ہونے سے کسی کو انکار نہیں۔ یہاں بات جرح مفسر کی ہے جو تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

مرزا صاحب کے نزدیک "حق گو عالم دین" شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : دس نے کہا "الف" ثقہ ہے۔ ایک نے کہا "الف" "ب" میں ضعیف ہے۔ نتیجہ : "الف" ثقہ ہے اور "ب" میں ضعیف ہے۔

لہٰذا محدثین سے خالد بن مخلد کی توثیقات نقل کرنا چنداں مفید نہیں، بلکہ صرف خلطِ مبحث ہے۔

مجہول معترض نے لکھا ہے :

"دوسری سند جس کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے اس کی سند میں خالد بن مخلد نے علی بن مسہر سے روایت کیا ہے۔"

عرض ہے کہ اس روایت میں خالد کا شیخ علی بن صالح ہے علی بن مسہر نہیں مستدرک حاکم کے مطبوعہ نسخے میں علی بن مسہر کا ذکر کاتب کی خطا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مستدرک حاکم سے خالد کا شیخ علی بن صالح ہی ذکر کیا ہے۔ دیکھیں : (اتحاف المھرۃ لابن حجر : 81/7) لہٰذا سندیں دو نہیں ایک ہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہاں علی بن مسہر ہی مان لیا جائے تو بھی یہ سند صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ علی بن مسہر بھی مدنی نہیں، بلکہ شامی ہے۔ خالد بن مخلد کی صرف مدنی اساتذہ سے روایات قابل قبول ہوتی ہیں۔

مجہول معترض نے لکھا ہے :

"امام بخاری نے اس کی علی بن مسہر کی سند سے روایت اپنی بخاری میں درج کی ہے"۔

عرض ہے کہ صحیح بخاری کا معاملہ اور ہے، اس میں مختلطین کی بعد از اختلاط اور تیسرے طبقے کی مدلسین کی بھی روایات ہیں لیکن پوری امت کی طرح مرزا صاحب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے انتقاء کرکے ان روایات کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

بعض لوگ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں روایت کی سند بخاری و مسلم کی سند ہے لہذا صحیح ہے حالانکہ "رجالہ رجال الصحیح" یا "رجالہ ثقات" سے سند کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا کیوں کہ تدلیس، اختلاط، انقطاع، شذوذ، نکارت، کسی ثقہ راوی کا کسی خاص استاذ میں ضعیف (جیسا کہ خالد بن مخلد کا معاملہ ہے) ہونے کا بھی کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ الغرض صحیح بخاری میں خالد بن مخلد کی علی بن مسہر کوفی سے روایت کا امام بخاری رحمہ اللہ نے انتقا کر لیا تھا لہذا مجہول معترض صاحب کا مستدرک حاکم کی روایت کو صحیحین پر قیاس کرنا ان کی جہالت ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا معاویہ کو قصوروار ٹھہرنا :

مرزا جہلمی صاحب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو قصوروار ٹھہرانے کے لیے درج ذیل روایت پیش کرتے ہیں :

حدثنا عمر بن أيوب الموصلي عن جعفر بن برقان عن يزيد بن الأصم قال: سأل علي عن قتلى يوم صفين فقال: قتلانا وقتلاهم في الجنة ويصير الأمر إلي وإلى معاوية (مصنف ابن أبي شيبة، ح : 37880)

اس کے جواب میں شیخ محترم حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ نے فرمایا کہ مرزا صاحب کی پیش کردہ یہ روایت ضعیف ہے کیوں کہ یزید بن الاصم کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

حافظ ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ولم تصح روايته عن علي، وقد أدركه، وكان بالكوفة في خلافته -

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت صحیح نہیں ہے"۔ (سیر أعلام النبلاء ط الرسالۃ : 517/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ایک روایت میں علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

يزيد بن الأصم لم يدرك عليا -

"یزید بن الاصم کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ط ہجر: 2/ 259، قصص الانبیاء: 230/2)

ان تصریحات کے بعد اس روایت کو صحیح کہنا جہالت کی نشانی ہے۔

یہ روایت منقطع ہے اور منقطع روایت مرزا صاحب کے نزدیک بھی ضعیف ہی ہوتی ہے۔

مجہول معترض نے لکھا: "علی رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ممکن ہے"۔

عرض ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إلا أن يكون هناك دلالة بينة أن هذا الراوي لم يلق من روى عنه، أو لم يسمع منه شيئا -

" مگر جب واضح دلالت ہو کہ یہ راوی مروی عنہ سے نہیں ملا یا اس سے کچھ بھی نہیں سنا (تو صرف امکان لقاء وسماع سے بات نہیں بنے گی) (صحیح مسلم: 29/1)

لھذا یزید بن الاصم کے حوالے سے امکان والی بات کو دلیل بنانا خود امام مسلم رحمہ اللہ کے قاعدے کی رو سے ہی مردود ہے۔

خود مجہول معترض بھی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:

" جمہور کے نزدیک ثقہ معاصرین کی روایت صحیح مانی جاتی ہے جب کہ وہ ایک ہی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں جیسا کہ یہ دونوں رواۃ کوفی ہیں ماسوائے وہ مدلس ہو یا انقطاع کی کوئی صریح دلیل موجود ہو۔"

لیکن زیر بحث روایت میں ائمہ دین کی طرف سے انقطاع کی صراحت کے باوجود بھی معاصرت کو دلیل بنائے ہوئے ہیں؟!

مجہول معترض کی نری جہالت:

معترض مجہول نے لکھا:

" مصنف ابن ابی شیبہ کے تمام رجال ثقہ ہیں تو اس روایت میں ان کے سماع کی تصریح موجود ہے"

عرض ہے کہ یہ مجہول معترض صاحب کی جہالتِ بینہ ہے، کیونکہ مکتبہ شاملہ میں کمپوزنگ کی غلطی سے "سال علی" لکھا گیا، جس سے معترض صاحب نے یزید بن الاصم کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت کر دیا۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ اصل کتاب کھول کر دیکھنے کی توفیق دیتا تو وہاں درست عبارت "سَئل علی" مل جاتی، مصنف ابن ابی شیبہ کے علاوہ دیگر کتب میں بھی "سَئل علی" ہی لکھا ہوا ہے۔ لھذا مکتبہ شاملہ سافٹ وئیر میں کمپوزنگ کی غلطی کو دلیل بنا کر "مکھی پر مکھی مارنے" کے مصداق بن کر سماع ثابت کرنا نری جہالت ہے۔

مجھول معترض نے مذکورہ روایت کا درج ذیل شاھد پیش کیا ہے :

وأخبرنا أبو البركات الحسن بن محمد بن الحسن بن هبة الله إذنا، وقرأت عليه إسناده قال : أخبرنا عمي الحافظ أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله قال : أخبرنا أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي قال: أخبرنا أبو الحسن علي بن الحسين بن أيوب حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن الحسين بن علي الكسائي الهمذاني قال : حدثنا يحيى بن سليمان أبو سعيد الجعفي قال : حدثنا عبد الله بن إدريس قال: سمعت أبا مالك الأشجعي ذكر عن رجل من أشجع يقال له سالم بن عبيد الأشجعي قال: رأيت عليا بعد صفين وهو آخذ بيدي ونحن نمشي في القتلى فجعل علي يستغفر لهم حتى بلغ قتلى أهل الشام، فقلت له: يا أمير المؤمنين إنا في أصحاب معاوية، فقال علي إنما الحساب علي وعلى معاوية (بغية الطلب في تاريخ حلب :1/ 296)

عرض ہے کہ اس سند میں ابو مالک الاشجعی کے سالم بن عبید الاشجعی رضی اللہ عنہ سے سماع کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا اس شاہد کا کوئی فائدہ نہیں۔

بقیہ بن ولید کی تدلیسِ تسویہ :

مرزا جہلمی صاحب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف سنن ابی داود سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ ان کے سامنے کسی نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو مصیبت اور آگ کا انگارہ کہا تو انہوں نے کہنے والے کو روکا ٹوکا نہیں۔

شیخ محترم نے بتایا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ بقیہ بن ولید مدلس ہے اور سماع کی تصریح نہیں کی۔

اس کے خلاف مجہول معترض صاحب نے مسند احمد کی درج ذیل روایت کو دلیل بنانے کی کوشش کی :

حدثنا حيوة بن شريح حدثنا بقية حدثنا بحير بن سعد عن خالد بن معدان قال : وفد المقدام بن معدي كرب وعمرو بن الأسـود إلى معاوية فقال معاوية للمقدام : أعلمت أن الحسـن بن علي توفي؟ فرجع المقدام فقال له معاوية : أتراها مصيبة؟ فقال : ولم لا أراها مصيبة وقد وضعه رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجره وقال : هذا مني وحسين من علي (مسند احمد : 17189)

حالانکہ یہ روایت بھی ضعیف ہی ہے کیوں کہ بقیہ بن الولید کی تدلیس "تدلیس تسویہ" ہے۔ تدلیس تسویہ کرنے والے راوی کے لیے صرف اپنے استاذ سے ہی نہیں، بلکہ پوری سند میں سماع کی تصریح کرنا ضروری ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ایک روایت کے بارے فرماتے ہیں :

هذا حديث منكر وبقية من المدلسين يحدث عن الضعفاء ويحذف ذكرهم في أوقات ۔

"یہ منکر حدیث ہے، بقیہ مدلسین میں سے ہے، بسا اوقات ضعیف راویوں سے روایت کر کے سند کے مختلف مقامات میں انہیں حذف کر دیتے تھے۔" (الجامع لعلوم الإمام أحمد- علل الحديث : 227/15)

لہذا اگرچہ مسند احمد : 16817 میں بقیہ کے بعد لفظ "حدثنی" بھی موجود ہے، اس کے باوجود روایت منکر ہے کیوں کہ بقیہ تدلیس تسویہ کرتے تھے۔

بقیہ بن الولید سند میں ثقہ راویوں کے درمیان سے ضعیف راوی کو حذف کر دیتے تھے تاکہ سند صحیح معلوم ہو۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ بقیہ کی تدلیس تسویہ کی دلیل دینے کے بعد فرماتے ہیں :

وكان بقية من أفعل الناس لهذا ۔

"بقیہ یہ کام (تدلیس تسویہ) سب سے زیادہ کرنے والے تھے (علل الحدیث لابن أبی حاتم : 115/1، الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي، ص : 364)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بقیہ کے تدلیس تسویہ کی مثال دی ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے درمیان سے ضعیف راوی کو گرا دیتے تھے۔ (المجروحین : 200/1، 201)

ابن القطان فاسی رحمہ اللہ "بقیہ قال نا ابن جریج" سند کے بارے فرماتے ہیں :

فما بقي فيه إلا التسوية ۔

"اس میں صرف تدلیس تسویہ (کی علت) باقی ہے۔ (التلخیص الحبیر ط قرطبۃ :309/3)

حافظ ابن الملقن فرماتے ہیں :

قلت: قد صرح بقية بالتحديث فقال: نا شعبة. لكن لا ينفعه ذلك فإنه معروف بتدليس التسوية -

"میں کہتا ہوں کہ بقیہ نے "نا شعبہ" کہہ کر سماع کی صراحت کی ہے لیکن یہ بات ان کو فائدہ نہیں دے گی کیوں وہ تدلیس تسویہ کی وجہ سے معروف ہیں۔ (البدر المنیر :102/5)

حافظ بوصیری لکھتے ہیں :

وبقية هو ابن الوليد يدلس بتدليس التسوية -

"بقیہ تدلیس تسویہ کرتے تھے۔"(مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ :136/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "بقیۃ حدثنی یونس بن یزید عن الزہري" سند کے بارے فرماتے ہیں :

ففيه تدليسه التسوية لأنه عنعن لشيخه -

"اس میں بقیہ کی تدلیس تسویہ ہے کیوں کہ انہوں نے اپنے شیخ سے آگے عن سے روایت بیان کی ہے۔ (التلخیص الحبیر ط العلمیۃ :107/2)

مزید لکھتے ہیں :

وبقية صدوق لكنه يدلس ويسوي وقد عنعنه عن شيخه وعن شيخ شيخه -

"بقیہ صدوق ہیں، لیکن تدلیس تسویہ کرتے ہیں اور انہوں نے یہ روایت اپنے شیخ اور شیخ کے شیخ سے معنعن بیان کی ہے۔ (موافقۃ الخبر الخبر فی تخریج أحادیث المختصر :276/1)

مزید "بقیۃ بن الولید ثنا مسلم بن زیاد قال : سمعت أنس بن مالک رضی اللہ عنہ" سند کے بارے لکھتے ہیں :

وإنما عابوا عليه التدليس والتسوية وقد صرح بتحديث شيخه له وبسماع شيخه فانتفت الريبة -

"محدثین نے بقیہ پر تدلیس تسویہ کا الزام لگایا ہے (لیکن اس سند میں) انہوں نے اپنے شیخ اور شیخ کے شیخ سے سماع کی صراحت کر رکھی، لھذا تدلیس کا شک رفع ہوا۔" (نتائج الأفکار لابن حجر :376/2)

اس سے معلوم ہوا کہ بقیہ کی تدلیس کا شبہ تب ہی رفع ہوگا، جب وہ پوری سند میں سماع کی تصریح کرے، ورنہ نہیں۔

نیز ایک سند "بقیۃ بن الولید ثنا بحیر بن سعد عن خالد بن معدان" کے بارے لکھتے ہیں :

وقد أمن تدليسه لتصريحه في هذا بالتحديث، لكن ينظر في حديث بحير عن خالد لأن بقية كان يسوي۔

"بقیہ نے اس سند میں سماع کی صراحت کر کے اپنی تدلیس سے بے خوف کردیا ہے، لیکن "بحیر عن خالد" میں غور کیا جائے گا، کیوں کہ بقیہ تدلیس تسویہ کرتے تھے۔ (إتحاف المهرة لابن حجر :233/13)

معترض مجہول کی ذکر کردہ روایت بھی بقیہ کی بحیر عن خالد روایت کردہ ہی ہے، لہذا اسے صحیح قرار دینا معترض صاحب کی اپنی کم علمی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ ابو اسحاق حوینی کے نزدیک بھی تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے اور جب تک پوری سند میں سماع کی صراحت نہ کردے اس کی روایت قبول نہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

بقية بن الوليد كان يدلس تدليس التسوية وهو ما يسمى عند القدماء بتدليس التجويد فنحتاج أن يصرح في كل طبقات السند وكنت أعتقد قديمًا أنه يدلسُ تدليس الإسناد كالأعمش وابن جريج وغيرهما. وقال لي شيخنا أبوعبد الرحمن الألباني رحمه الله : إنه يقع لي أن تدليس بقية هو من التدليس المعتاد. ولكن ثبت أن بقيَّة كان يدلس تدليس التسوية۔

"بقیہ تدلیس تسویہ کرتا ہے اور قدماء اس کو تدلیس تجوید کہتے ہیں۔ ہم محتاج ہوتے ہیں کہ یہ سند کے تمام طبقات میں سماع کی صراحت کرئے۔ پہلے میں سمجھتا تھا کہ بقیہ بن ولید اعمش، اور ابن جریج وغیرھما کی طرح تدلیس الاسناد کرتا ہے ہمارے شیخ ابو عبدالرحمن البانی رحمہ اللہ نے فرمایا : کہ میرے مطابق بقیہ عام مدلس ہے (ان کے یہ بات صحیح نہیں) لیکن (بعد میں دلائل سے) ثابت ہوا کہ بقیہ تدلیس تسویہ کرتا تھا۔ (نثل النبال بمعجم الرجال :302/1)

اور شیخ حوینی نے بقیہ کی تدلیس تسویہ کی وجہ سے کئی روایات کو ضعیف بھی قرار دیا ہے۔

شیخ شعیب ارنئووط اوران کے رفقاء نے بھی (مسند احمد : 17189) کی تحقیق میں زیر بحث روایت کی سند کو بقیہ بن ولید کی تدلیس تسویہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

یاد رہے کہ اصول حدیث کی کتب میں تدلیس تسویہ کی مثال میں بقیہ بن ولید کو خاص طور پر پیش کیا گیا ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ زیر بحث روایت میں بقیہ سے روایت کرنے والے حیوۃ بن شریح حمصی ہیں اورامام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ ایک روایت جو "ابوتقی قال حدثنی بقية قال: حدثني عبد العزيز بن أبي رواد عن نافع عن ابن عمر" کی سند سے مروی ہے، اس کے بارے فرماتے ہیں :

لم يسمع بقية هذا الحديث من عبد العزيز إنما هو عن أهل حمص وأهل حمص لا يميزون هذا ۔

"بقیہ نے یہ حدیث عبدالعزیز سے نہیں سنی یہ روایت اہل حمص سے ہے اور وہ اس میں تمییز نہیں کرتے تھے(عدم سماع کو صیغہ سماع سے ذکر کردیتے تھے)۔ (علل الحدیث لابن أبی حاتم :271/6)

لہذا حیوہ بن شریح نے اگرچہ بقیہ کی تحدیث ذکر کی ہے، لیکن محدثین محققین کے نزدیک یہ حمص والوں سے قابل قبول نہیں۔

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے نزدیک منقطع روایت :

مرزا جہلمی صاحب نے درج ذیل روایت پیش کی :

حدثنا أبو خيثمة حدثنا عبيد الله بن موسى حدثنا عيسى بن عبد الرحمن البجلي عن السدي عن أبي عبد الله الجدلي قال: قالت أم سلمة: أيسب رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنابر؟ قلت: وأنى ذلك؟ قالت: أليس يسب علي ومن يحبه فأشهد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحبه (مسند أبي يعلى الموصلي : 7013)

شیخ محترم نے بتایا کہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے۔ اس پر مجہول معترض صاحب نے اعتراض کیا کہ سوائے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے قول کے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔

تو عرض ہے کہ اس روایت پر شیخ محترم نے اپنی کوئی رائے پیش ہی نہیں کی، تو ان سے دلیل کا مطالبہ فضول ہے، چونکہ مرزا صاحب اپنے نزدیک ضعیف روایات میں بھی شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ

وغیرہ کی تصحیح کو اپنی دلیل بنا لیتے ہیں، جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ فلاں روایت تو تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، آپ کے بقول بھی ضعیف ہی بنتی ہے، اس کے باوجود آپ نے اپنے پمفلٹ میں کیوں ذکر کی، تو وہ شیخ البانی رحمہ اللہ کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، لہذا میں نے "علم "جمع کرنے کے لیے اسے صحیح روایات والے پمفلٹ میں لکھ دیا ہے، کسی محدث کے نزدیک صحیح جو ہوئی۔۔۔!

یہ مرزا جہلمی صاحب کو انھی کے بقول پھکی دی گئی ہے کہ ان کے طرز عمل کے مطابق یہ روایت ضعیف مانی جانی چاہیے، کیونکہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا کسی روایت کو منقطع اور ضعیف کہنا بھی علم ہی ہے نا۔۔۔

اس روایت کو عرب محقق حسین سلیم اسد صاحب نے بھی ضعیف کہا ہے، جن کے حوالے جابجا مرزا صاحب اپنے پمفلٹ میں دیتے رہتے ہیں۔

اب مجہول معترض صاحب کو اِدھر اعتراض کی بجائے مرزا صاحب سے سوال کرنا چاہیے کہ ان کے نزدیک صرف اپنے موافق حکم ہی "علم "ہوتے ہیں یا ان کے خلاف جانے والے علما کے حکم بھی "علم " سمجھے جا سکتے ہیں؟

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک منقطع روایت :

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خطبے میں برا بھلا کہنے پر مرزا جہلمی صاحب یہ دلیل پیش کرتے ہیں :

أخبرنا محمد بن المثنى، ومحمد بن بشار قالا: حدثنا ابن أبي عدي، عن شعبة، عن حصين، عن هلال بن يساف، عن عبد الله بن ظالم قال: خطب المغيرة بن شعبة فسب عليا فقال سعيد بن زيد: أشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم لسمعته يقول: «اثبت حراء، فإنه ليس عليك إلا نبي، أو صديق، أو شهيد» وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبو بكر، وعمر، وعثمان، وعلي، وطلحة، والزبير وسعد، وعبد الرحمن بن عوف، وسعيد بن زيد **هلال بن يساف لم يسمعه من عبد الله بن ظالم**. (السنن الكبرى للنسائي : 8148)

شیخ محترم حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ نے بتایا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد خود اس کا ضعیف ہونا ثابت کر دیا ہے کہ ھلال بن یساف نے اس کو عبداللہ بن ظالم سے نہیں سنا۔

اور یہ صرف امام نسائی رحمہ اللہ کا فیصلہ نہیں، دیگر ائمہ بھی یہی کہتے ہیں، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ کا فیصلہ آیندہ سطور میں ذکر ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی عبارت کا صحیح ترجمہ :

مجہول معترض صاحب امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح مراد سمجھنے سے قاصر رہے، لکھتے ہیں :

"امام علل امام بخاری اس واسطے کا ہی انکار کرتے ہیں اور یہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ ھلال بن یساف اور عبداللہ بن طالم کے درمیان جو کوئی یہ واسطہ مانتا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔"

آپ حیران ہوں گے کہ اہل علم و معرفت نے امام بخاری رحمہ اللہ کے صحیح نہ ہونے سے مراد اس حدیث کا صحیح نہ ہونا بتایا ہے، نہ کہ واسطے کا صحیح نہ ہونا۔ جیسا کہ :

حافظ مغلطائی امام عقیلی رحمہ اللہ کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وقال أبو جعفر العقيلي : كوفي لا يصح حديثه قاله البخاري -

"ابو جعفر عقیلی نے کہا : عبداللہ بن ظالم کوفی ہے اس کی حدیث صحیح نہیں اسی بات کے امام بخاری رحمہ اللہ (بھی) قائل ہیں۔" (إکمال تہذیب الکمال : 416/7)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وهذا الحديث هو الذي أراده البُخارِيّ -

"یہی وہ حدیث ہے جس (کی عدم صحت کا) امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے۔" (الکامل فی ضعفاء الرجال : 371/5)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اس سند میں ایک رجل (مجہول) کا واسطہ ہونا ہی درست ہے، اور ھلال نے اس حدیث کو ابن ظالم سے نہیں سنا، وہ فرماتے ہیں :

والذي عندنا أن الصــواب قول من رواه، عن الثوري، عن منصــور، عن هلال، عن فلان بن حيان، أو حيان بن فلان، عن عبد الله بن ظالم، لأن منصـــور أحد الإثبات، وقد بين في روايته عن هلال أنه لم يســـمعه من ابن ظالم، وأن بينهما رجلا (علل الدارقطني = العلل الواردة في الأحاديث النبوية :4/ 412)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

عبد الله بن ظالم : عن سعيد بن زيد، قال البخاري: لا يصح حديثه ۔

"عبداللہ بن ظالم عن سعید والی حدیث صحیح نہیں ۔"(دیوان الضعفاء، ص : 219)

مزید امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے فرماتے ہیں :

عبد الله بن ظالم [عو] .عن ســعيد بن زيد بحديث العشــرة في الجنة، قال البخاري: لم يصــح. رواه عنه هلال بن يساف ۔ (میزان الاعتدال : 448/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ امام حاکم رحمہ اللہ کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

قلت: بل قال البخاري: لم يصح حديثه ۔

"میں(ذھبی) کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمہ کہتے ہیں اس کی حدیث صحیح نہیں ۔"(مختصر تلخیص الذہبی :4/ 1979)

لہذا امام بخاری رحمہ اللہ کی جو مراد مجہول معترض صاحب نے بنانے کی کوشش کی ہے، وہ باطل ہے ۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ان تمام محدثین کی تضعیف کے مقابلے میں شیخ البانی اور شیخ احمد شاکر رحمھما اللہ کا اس حدیث کو صحیح کہہ دینا ان کی علمی خطا اور مرجوح قول ہے ۔

اس ضعیف روایت کو اپنی بنیاد بنا کر مجہول معترض صاحب لکھتے ہیں :

"ابو یحییٰ نورپوری صاحب نے "سب" کے مختلف معنی احادیث سے ثابت کیے جن سے انکار نہیں مگر یہاں سب سے مراد برا بھلا ہی کہنا ہے اس روایت میں صاف الفاظ ہیں "يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّة"ایک جنتی کو لعنت کرنے کا حکم دیتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں سب کا مفہوم سے مراد برا بھلا کہنا ہی ہے ۔ وگرنہ لعنت کا کیا معنی کریں گے ۔"

ایک بات تو یہ کہ ایسی ناقابل قبول روایات سے کچھ ثابت کرنے کی کوشش سے دلائل کی دنیا میں ان لوگوں کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری بات کہ شیخ محترم نے لفظِ "سب" کے مختلف معانی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے کیے تھے، نہ کہ کسی اور کے بارے میں۔ جب کہ مذکورہ روایت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر "سب" کرانے کا جھوٹ مرزا جہلمی صاحب نے بولا اور اب ان کے مجہول وکیلِ صفائی صاحب بھی اسی پر لیپا پوتی کررہے ہیں۔ اس روایت میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہے، جو مرزا جہلمی صاحب کے نزدیک بھی اللہ کی ہمیشہ کی رضامندی کے مستحق ہیں۔

عربی زبان سے جہالت :

مجہول معترض صاحب عربی زبان سے بالکل ناواقف ہیں، ان کی عربی دانی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے قول کا ترجمہ بالکل ہی غلط کر دیا۔ لکھتے ہیں :

"هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ (سنن الكبرى للنسائى رقم8135)

ترجمہ : ھلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم سے کچھ نہیں سنا۔"

حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ہلال بن یساف نے یہ روایت عبداللہ بن ظالم سے نہیں سنی۔

امام نسائی رحمہ اللہ ہلال بن یساف کے عبداللہ بن ظالم سے سماع کو ثابت کر رہے ہیں، صرف اس خاص روایت کے نہ سننے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن مجہول معترض صاحب امام نسائی رحمہ اللہ پر یہ اتہام باندھ رہے ہیں کہ انہوں نے ہلال بن یساف کے عبداللہ بن ظالم کے سماع کا مطلقا انکار کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر ان صاحب نے دوبارہ بات چلائی تو ہم بتائیں گے کہ جہالت کی بنا پر اسی ایک غلط ترجمے کی وجہ سے انہوں نے مزید کون کون سی بونگیاں ماری ہیں۔

ایسے جاہل لوگوں کا اہل علم پر اعتراضات کرنا صرف سستی شہرت حاصل کرنے کی نہ پورے ہونے والی خواہش ہے۔